عقل اور وحی

حافظ ابوعبداللہ
معلم جامعہ سلفیہ فیصل آباد

عقل انسان کی رہبر اور رہنما ہے' انسان ساری زندگی اس کی گہرائیوں میں گرتا رہتا ہے مگر کنارہ نہیں ملتا اگر اس کی وسعتوں کا اندازہ کیا جائے تو صحراء افریقہ بھی اس کے سامنے ذرہ کی مانند ہے اور اگر اس کے تنگ اور تاریک گوشوں کا مطالعہ کیا جائے تو دم گھٹنے لگتا ہے جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کی عمارت اس عقل پر قائم ہے تیرگی و تاریکی سے روشنی اور اجالوں تک لانے والی یہی شاہراہ ہے انسان عقل کے سفینے میں سوار ہو تو بے کنارہ دنیا کی وسعتوں کو چھان مارتا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے انسان زندگی میں صرف ایک دماغی خلیے سے کام لیتا ہے اور باقی سارا دماغ مٹی میں جا کر حشرات الارض کی خوراک بنتا ہے۔ صرف ایک خانہ کائنات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اگر سارا دماغ انسانی سوچنا شروع کر دے تو تحقیق و کنہ کیلئے ایسی بیسیوں کائنات اور لانی پڑیں گی یہ تو مشاہداتی اور تجرباتی باتیں ہیں لیکن کبھی کسی نے یہ نہیں سوچا کہ عقل کا منبع علم کیا ہے؟ یہ طوفان برپا کرنے کیلئے اسے کن صحراؤں کا سہارا لینا پڑتا ہے؟ وہ کون سے ابجار بے کراں ہیں جن سے یہ لہریں اٹھتی ہیں اور ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے؟

عقل کہتی ہے کہ میں بے بس ہوں' محتاج ہوں کسی اور کی' میں تو لٹکتا ہوا پردہ ہوں فریب خوردہ تو وہ پردہ ہی ہے مگر طاقت اس کے پیچھے کوئی اور ہے۔ میرے انکشافات خیرہ کن تو ہوتے ہیں مگر حقیقت نہیں۔ انسان کو فضاؤں پر سوار تو کر سکتی ہوں مگر اسے پر نہیں دے سکتی۔ میں

سمندر کی لہروں سے تو کھیل سکتی ہوں مگر انسان سے نہیں۔ ٹھوس اور منجمد چٹانیں تو پگھلا سکتی ہوں مگر دل نہیں۔

پھر عقل کہتی ہے میری لگام حواس خمسہ کے ہاتھ ہے انہی کی کرنوں کی روشنی میں سفر کرتی ہوں۔ عقل کی یہ بات ہر کسی کو عجیب لگے گی۔ کہ حواس خمسہ تو ہر کسی کے پاس وافر ہیں مگر عقل نہیں۔ پھر عقل ہی کہتی ہے کہ میری سواری حواس خمسہ ہیں۔ چلیں تھوڑی دیر کیلئے حواس خمسہ کا جائزہ لیتے ہیں۔ یہ میرے آپ کے بلکہ ہر کسی کے پاس موجود ہیں۔ آنکھ سب کی سردار کہ جب اوپر دیکھتی ہے۔ تو آسمانوں کی بلندیوں کا سفر طے کر جاتی ہے۔ اور اپنے سامنے دیکھے تو آفاق اپنے اندر سمو لیتی ہے۔ لیکن بے بسی تو ہم نے اس کی بھی دیکھ لی کہ ایک دیوار کو پھلانگ کر پار نہیں دیکھ سکتی۔ اس کے دائرہ بصارت سے دور چند گز کوئی چیز ہو تو دھوکہ ایسے دیتی ہے کہ لطیفہ بن جاتا ہے انسان کو گدھا اور گدھے کو انسان بنانا تو اس کے داہنے ہاتھ کا کام ہے۔ پھر جو ایک دیکھتا ہے دوسرا نہیں دیکھتا۔ فرق تو یہی ہے کہ ہر کسی کی قوت بینائی ایک جیسی نہیں۔ شاید اسی وجہ سے رویت ہلال میں ہر سال اختلاف ہوتا ہے۔ قوت سماعت کا تو اس سے بھی برا حال ہے۔ ایک تو اس کا حدود رقبہ اس سے تھوڑا اور دوسرا سنائی اس کو وہی دیگا جو اس کے قریب تر ہوگا تیسری بات تو آپ کو بھی معلوم ہے کہ ایک سنا ہوا لیکچر تمام طلباء ایک طرح بیان نہیں کر سکتے۔

بات دور نہ نکل جائے' دیکھی اور سنی ہوئی بات سے نتیجہ عقل نکالتی ہے' انسان کسی چیز کو ٹٹولتا ہے تو حکم عقل لگاتی ہے ایک انسان کی عقل دوسرے انسان سے مختلف ہے بالکل اسی طرح جس طرح ایک انسان کے حواس خمسہ دوسرے انسان سے مختلف ہیں۔ جب حواس خمسہ ہوا کا ٹیلہ ہیں کہ جدھر سے آندھی آئی۔ اسی طرف ہو گئے تو عقل کی بات یقینی کیسے ہو سکتی ہے جب بنیاد ہی کمزور اور خستہ ہے تو عمارت دیرپا اور مستقل کیسے ہو سکتی ہے۔ کانٹے بو کر پھولوں کی توقع

ٹیوں کر کی جاسکتی ہے؟ یہی وجہ ہے کہ انسانی سوچ مختلف' ذہن جدا جدا' اور فکر کے زاویے الگ الگ ہیں۔ اگر انسانی رہنمائی کا سہرا عقل کے سر باندھا جاتا تو انسان کبھی بھی کامیاب نہ ہوتا۔ عقل کی سب سے بڑی کمزوری تو یہی ہے کہ اس کے دیئے ہوئے پلیٹ فارم پر ساری دنیا یکجا نہیں ہوسکتی۔ اسی لئے خالق ارض وسماء نے وحی کا آغاز کیا عقل ایک بار پھر سوال اٹھاتی ہے کہ وحی کے سچا اور یقینی ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ سب سے بڑا ثبوت تو انبیاء کرام علیہم السلام ہیں جن کی تعلیمات ایک ہیں۔ تقریباً ایک لاکھ سے زائد انبیاء ایک دوسرے کی تصدیق ہی کرتے ہیں۔ جن کی تعلیمات ایک ہیں۔ تقریباً تقریباً ایک لاکھ سے زائد انبیاء ایک دوسرے کی تصدیق ہی کرتے چلے آئے ہیں جو وحی کی صداقت اور یقینی ہونے کا سب سے بڑا ثبوت ہیں۔

وما ارسلنامن قبلك من رسول الا نوحی الیه انه لااله الا انا فاعبدون

قائدہ اور اصول یہی بنے گا کہ عقل سارے انسانوں کا رخ اپنی طرف نہیں کرسکتی۔ تبھی تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛

ترکت فیکم امرین لن تضلو اماتمسکتم بهما کتاب الله و سنة رسوله

عقل نہیں بلکہ کتاب وسنت ہی وہ شاہراہ ہے جو اتحاد و یگانگی کی ضامن ہے آیئے! اسی اصول کے تحت ہم چھوٹی سی ایک اور بات کرتے ہیں دین میں عقل وخواہش سے کام لیا جائے تو یہ بدعات کے زمرے میں چلا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سنت پر سارے لوگ متفق ہوسکتے ہیں۔ بدعت پر نہیں' سنت کا منبع وحی الٰہی ہے جو قطعی اور یقینی ہے اسی لئے سنت سارے ادوار میں ایک رہتی ہے بدعت کا منبع عقل وخواہش ہے جو ظنی اور ناقابل اعتبار ہے۔ اس لئے وہ مختلف روپ دھارتی ہے۔ لیکن جلد ختم ہوجاتی ہے۔

فیصلہ آپ کے پاس ہے بدعت یا سنت کو اپنانے کا عقل سلیم کے ساتھ فیصلہ کیجئے